شاھد حسین رزاقی

تاثرات

اسلام عملی اور فطری دین ہے اور اعتدال وحقائق پسندی اسلامی اصولوں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ چنانچہ اشتراکیت اور انفرادیت کے برعکس اسلام فرد کے جائز حقوق و مفاد کا تحفظ بھی کرتا ہے اور اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بھی پوری طرح ملحوظ رکھتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے اجتماعی کیفیت کو نہ صرف معاشری نظام بلکہ عباوات میں بھی نمایاں اہمیت دی ہے۔ اور اجتماعی فلاح وبہبود اسلامی نظامِ حیات کا ایک بنیادی مقصد ہے۔ اسلامی عبادت گاہیں غار وکوہ اور خانقاہوں کی طرح زندگی سے دور اور بے تعلق نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے اہم ترین مرکز بھی ہیں۔ اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسے بنیادی فرائض کی نوعیت بھی اجتماعی ہے اور ان کا ایک اہم مقصد معاشرے کی فلاح وبہبود کا حصول ہے۔ غرض کہ اسلامی معاشرہ کے ہر شعبہ میں اجتماعی کیفیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو سارا نظام بے روح اور بے مقصد ہو جاتا ہے۔ لیکن اسلام کے اجتماعی مقاصد سے مسلمانوں کی بے اعتنائی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اتحاد واتفاق اور ہم آہنگی کے بجائے ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں تفریق وانتشار نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتحاد کے بجائے اختلاف کے قائل ہیں اور بعض لوگ تو اپنی اس غلط روش کے جواز میں ایک بے سند روایت اختلاف اُمتی رحمۃ پیش کر دیتے ہیں جو حدیث کی کسی مستند کتاب میں موجود نہیں۔

اہم مسائل پر اختلاف رائے سے یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ زیر بحث مسئلہ کے مختلف پہلو سامنے آجاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اختلاف کو بجائے خود مقصد قرار دے کر انتشار پیدا کیا جائے۔ اسلام اتحاد و یک جہتی کا حامی ہے لیکن اس کے بالکل برعکس ہمارے معاشرہ میں اختلاف وانتشار کی حدیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ہم عید اور میلاد النبیؐ جیسی تقریبات بھی متفقہ طور پر نہیں منا سکتے۔ اسلامی تقریبات قمری تاریخوں کے حساب سے منائی جاتی ہیں اور بعض دوسری قوموں کے تہوار بھی قمری مہینوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان قوموں میں تو کبھی کوئی جھگڑا نہیں ہوتا لیکن مسلمانوں کی ہر تقریب میں اختلاف رائے ضرور ہوا کرتا ہے۔ حیرت ہے کہ جس قوم کا مذہب آفاقیت اور اجتماعیت کا علمبردار ہے اور جس کی تمام تقریبات اجتماعی نوعیت کی ہوتی ہیں وہی کوئی تقریب

متفقہ طور پر نہیں مناتی اور تمام دنیا یا پورے ملک کا گیا ذکر کوئی شہر اور کوئی محلہ بھی اختلاف سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اور ہر موقع پر رویت ہلال کا مسئلہ انتشار پیدا کر دیتا ہے۔ عید الفطر کو جانے دیجئے کہ اس میں غور و فکر کے لیے ایک ہی رات کی مہلت ملتی ہے۔ عید الضحیٰ کے دس دنوں اور ربیع الاول کے بارہ دنوں میں بھی رویت ہلال کا کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہوتا جو متفق علیہ ہو۔

رویت ہلال کے افسوسناک جھگڑے ایک ایسے سائنسی دور میں ہو رہے ہیں جبکہ ایک ماہر فلکیات نہایت آسانی سے بہت پہلے یہ بتا دیتا ہے کہ فلاں تاریخ کو اتنے بج کر اتنے منٹ اور اتنے سکنڈ پر ہلال طلوع ہوگا۔ اور یہ علمی شہادت کسی طرح بھی عینی شہادت سے کم درجہ نہیں رکھتی اور اس پر کامل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ جو قوم علم سے نا آشنا ہو اور فلکیات کے بارے میں کوئی واقفیت نہ رکھتی ہو اس کے لیے سب سے زیادہ آسان اور قابل عمل طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ نیا چاند دیکھ کر نئے مہینے کا آغاز کرے۔ لیکن فلکیات پر پورا عبور حاصل کر لینے کے بعد رویت ہلال کے مسئلہ پر جھگڑنا اور اختلاف و انتشار پیدا کرنا انتہائی نادانی ہے۔ آج رویت ہلال پر زور دینا ایسا ہی ہے جیسے کہ گھڑی دیکھنے کے بجائے درختوں کا سایہ دیکھ کر وقت کا اندازہ کرنے یا قطب نما سے کام لینے کے بجائے صرف ستاروں کو دیکھ کر سمت معلوم کرنے پر اصرار کرنا۔

رویت ہلال کی غیر معقول بحث سے جو اختلاف و انتشار پیدا ہوتا ہے اور اس سے جو نقصان پہنچتا ہے اس سے محفوظ رہنے کے لیے "ثقافت" میں اس موضوع پر چند مضامین شائع ہو چکے ہیں اور ادارہ کے ایک عالم دین رفیق مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی نے اپنے مضمون میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بحث کی ہے۔ یہ مضمون کئی اخباروں اور رسالوں میں نقل کیا گیا اور ماہنامہ "اسلامک ریویو" نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا تھا۔ اس مضمون میں عقلی و نقلی دلائل سے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ فلکیات پر اعتماد کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں اور سلف صالحین میں بہت سے اہل علم بھی اس کی حمایت میں ہیں۔ اور رویتِ ہلال کے مسئلہ پر اختلافات کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا عملی طریقہ یہی ہے کہ فلکیات کے حساب سے تمام اسلامی تقریبات کے دن متعین کر کے ان کا اعلان کر دیا جائے۔ یہ ایک نہایت ضروری اور مفید تجویز تھی اور ہمیں بڑی مسرت ہے کہ حکومت نے مغربی پاکستان میں تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو یہ ہدایت جاری کر دی ہے کہ رویت ہلال کمیٹیاں توڑ دی جائیں کیونکہ اب آغازِ سال ہی میں تمام اسلامی تقریبات کے دن فلکیات کے حساب سے متعین کر کے شائع کر دئیے جائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ مشرقی پاکستان میں بھی یہی صورت اختیار کی جائے گی اور اس کے بعد یہ کوشش ہوگی کہ تمام اسلامی دنیا اسی اصول پر عمل پیرا ہو کر اس آفاقیت کا مظاہرہ کرے جو اسلام کا ایک اہم مقصد ہے۔